گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی

عبد الرحمٰن عاصم بی اے بی ایڈ

موضوع زیر بحث اتنا وسیع اور پہلو دار ہے کہ اس کی شرح و بسط اور تفصیلات کے لیے ایک مستقل کتاب بھی شاید ناکافی ہو لیکن مضمون کی وسعت، کم مائیگی اور وقت کی تنگ دامانی تفصیلات کی متحمل نہیں بلکہ کوزے میں دریا کو بند کرنے کی متقاضی ہے۔ اور یوں بھی فرمانِ نبوی "خیر الکلام ما قلّ و دلّ"۔ کلامِ موثر اور مدلل کی خوبی اور حسن اس کا اختصار ہی ہے۔ ہر سامع اسے اپنے دل کی آواز قرار دے بقول کسے ؎

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اُس نے کہا !
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

معزز قارئین! مذکورہ بالا عنوان علامہ اقبال کے ایک شعر کا مصرعِ اوّل ہے جس میں حکیم الامت نے امت مسلمہ کے زوال و انحطاط کی جانب بحد بلیغ انداز میں اشارہ فرمایا ہے۔ یوں تو اسبابِ زوالِ امّت کی ایک طویل فہرست مختلف لوگوں نے مختلف انداز میں مصداق "فکرِ ہر کس بقدرِ ہمت اوست" بیان کی ہے جن میں سے مشتے نمونہ از خروارے چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ معاشی بدحالی: مسلمان مفلس و قلاش ہیں، ان کے پاس سرمایہ کی کمی ہے۔ انھیں مالدار اور دولتمند بنانے کی تدابیر اختیار کرنا لازم ہے ورنہ یہ ترقی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ جائیں گے۔ اس خیالِ خام کے حامیوں کی ترجمانی علامہ اقبال اپنی شہرۂ آفاق نظم 'شکوہ' میں اس انداز میں کرتے ہیں ؎

رحمتیں ہیں تری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

۲۔ تعلیم کا فقدان: بعض کے نزدیک مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کا سبب تعلیم سے نا آشنائی ہے۔ اس کا علاج وہ جدید تعلیم کو جوں کا توں اپنا لینا تجویز کرتے ہیں اور صرف اسی طرح ان کی بگڑی بن سکتی ہے۔ حالانکہ مغربی نظامِ تعلیم وہ شوگر کوٹڈ

کوئی ہے بات نہیں یہ زہر ہے اس میں پوشیدہ ہے جس کا کوئی تریاق نہیں۔ اس کی مضرت کا نقشہ کسی شاعر نے کیا خوب کھینچا ہے۔

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم!!
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

ایک دوسرے مقام پر علامہ اقبال مغربی تعلیم پر یوں لطیف پیرائے میں طنز کرتے ہیں ؎

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

۳۔ تہذیبِ جدید پر عمل :۔ بعض لوگ مذہب کو افیون قرار دیتے ہیں۔ اسلامی طرزِ زندگی اور تہذیب کو اپنی پستی کا سبب قرار دیتے ہیں۔ مغربی تہذیب اور اشتراکی جنت کے خیالی نظارے اپنی چکاچوند اور جبات دمک سے انہیں اپنی جانب مائل کرتے ہیں تو وہ من و عن اس تہذیب کو اپنا لینے ہی میں اپنے زوال کا علاج خیال کرتے ہیں حالانکہ علامہ اقبال اس تہذیب کو بالکل تیرے سے دیکھنے کے بعد گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کے مصداق اس نام نہاد تہذیب کے خانہ کی دبیز تہہ کے نیچے چھپے ہوئے اس کریہہ چہرے کو بھانپ کر اپنا تاثر بایں الفاظ بیان کرتے ہیں۔ ؎

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی — قوم نے ڈھونڈ لی فلاح کی راہ
روشِ مغربی ہے مدِّ نظر — وضعِ مشرق کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین — پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں — نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

۴۔ قومیت پرستی یا وطن پرستی :۔ بعض لوگ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پوری نسلِ انسانی کی ہمہ گیر برادری اور خصوصاً اسلامی مواخات کو مسلمانوں کی ترقی میں حائل سنگِ گراں قرار دیتے ہیں اور مذہب کو دنیوی ترقی کا مخالف قرار دے کر وطنی اور قومی عصبیت کے جیالے فرزندِ زمین SON OF THE SOIL کے نظریے کو فروغ دینے میں ترقی کا راز مضمر سمجھتے ہیں۔ انہی لوگوں کی دسیسہ کاریوں، اور چالبازیوں کے نتیجے میں مسلم ممالک میں مغربی نظریۂ قومیت کے تتبع میں عرب

قومیت، ایرانی قومیت، نجدی، ہندی قومیت، بنگلہ قومیت اور اب ہمارے بقیہ پاکستان میں سندھی، بلوچی، پٹھان اور پنجابی قومیت کے بتوں کی پرستش پورے جوبن پر ہے علامہ اقبال اس پر یوں فرماتے ہیں ۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے　　جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے
اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر　　خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی!
غبار آلودۂ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے　　تو اے مرغ حرم اڑنے سے پہلے پرفشاں ہو جا

قومیت کا یہ نوتراشیدہ بت رجعت قہقری اور زمانہ جاہلیت کی جانب پلٹ جانا ہے جب کہ نبی اکرمؐ نے خطبہ حجۃ الوداع میں یہ کہہ کر اس کی دھجیاں اڑا دی تھیں کہ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فوقیت اور برتری حاصل نہیں سوائے تقویٰ اور پرہیزگاری کے۔ آج امت مسلمہ کی وحدت اور اتحاد پارہ پارہ کر دینے والے قومیت کے اس بت نے جو گل کھلائے ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں۔ کیا مٹھی بھر اسرائیلیوں کی صورت میں خدائی عذاب عرب قومیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت نہیں ہوا؟ علامہ اقبال اس جاہلانہ نسلی و نسبی تفاخر پر یوں اظہار نفرت کرتے ہیں :

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟

قارئین بالمکیس! مذکورہ اسباب زوال علامات مرض تو ہیں، اصل مرض نہیں ۔۔۔ اب آئیے اس اصل مرض کی ٹوہ لگائیں جو جسد ملت کو اندر ہی اندر گھن کی طرح چاٹ رہا ہے... علامہ صاحب نے جس میراث کے گنوا دینے کی نشاندہی فرمائی ہے وہ کیا ہے؟ نبی اکرمؐ کے فرمان کے مطابق انبیاء کی میراث درہم و دینار نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کا ورثہ دو علمی سرمایہ اور تعلیمات الٰہیہ ہیں جو ان کی بعثت کا نقطہ اشتراک و اصل الاصول ہے جیسا کہ فرمان باری ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ پھر اہل کتاب کو اس مشترک نقطہ کی یوں نشاندہی کی جاتی ہے قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ و لا نشرک بہ شیئا اس نکتہ توحید کو جو دین کا لب لباب اور جان ہے اہل اسلام کے دلوں میں راسخ کرنے کی بہترین مثال اور نمونہ نبی اکرم کی تیرہ سالہ مکی زندگی ہے

جس نبی آپ نے اس دور کے تمام مسائل کو تاریخی حقیقت بنتے ہوئے ملاحظہ فرمایا۔ ہر طبقہ ناس زیر دیا اور ہمہ قسم کے شاعر... اعلانِ نبوت سے قبل جس معاشرے سے اپنے
حسنِ کردار، بدولت صادق اور امین کے القابات کی صورت میں خراجِ تحسین حاصل کر چکے تھے، وہی معاشرہ اور اس کے تمام اجارہ دار اس اعلانِ توحید کو اپنے خود ساختہ اقتدار کے بتوں کی موت کا اعلام سمجھتے ہوئے اس کے خلاف پوری طاقت سے صف آراء ہو گئے لیکن آپؐ نے کفر کی جانب سے مداہنت کی پیش کشوں کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا اور کفر سے قطعاً سمجھوتا نہ کیا بلکہ فرمایا۔ اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند بھی لا کر رکھ دیں تو میں اس مشنِ توحید سے باز نہیں آؤں گا یہاں تک کہ اس راہ میں مجھے اپنی جان کا نذرانہ بھی کیوں نہ پیش کرنا پڑے پھر دنیا نے یہ منظر حیرت بھری نظروں سے دیکھا کہ جو بے سروسامانی کے عالم میں مکہ سے ہجرت پر مجبور ہوا پھر مختصر عرصے میں کس فاتحانہ شان سے دوبارہ مکے میں تشریف لایا۔ آپ کی عقیدۂ توحید پر راسخ جماعت صحابہؓ نے کس طرح پوری دنیا کی امامت کا فریضہ سرانجام دیا بقول علامہ اقبالؒ

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

علامہ صاحب امت کے زوال کا واحد سبب عقیدہ توحید میں تزلزل اور کمزوری کو گردانتے ہیں: ؎ وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

وہ آج کے زوال پذیر اور پسماندہ و درماندہ مسلمانوں کو ان کی کمزوری، ذلت و رسوائی پر یوں ڈانٹتے ہیں: بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

پھر ایک دوسرے انداز میں مسلمانوں کی نکتہ توحید سے بے اعتنائی یا اس کے عرفان سے ناآشنائی اور فراموشی پر یوں اظہارِ تعجب کرتے ہیں۔

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

جب تک اہل اسلام نے سرچشمہ قرآن وسنت پر اپنے عمل کی عمارت استوار کیے رکھی۔ وہ دنیا میں کامیاب وکامران رہے اور بڑی سے بڑی جابر وقاہر سلطنتیں ان کے زیر نگیں آتی گئیں خلافت راشدہ کے دور میں لاکھوں مربع میل کا علاقہ اسلامی قلمرو میں شامل ہوگیا۔ بقول علامہ ؎ دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے

بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

یہ تمام تر عروج حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامنے کا رہین منت تھا مگر جیسے جیسے عقیدۂ توحید کمزور پڑتا گیا ویسے ویسے تمام علاقے ایک ایک کرکے ہاتھ سے نکلتے گئے تا آنکہ دنیا کے غالب حصے پر حکمرانی کرنے والی مسلم قوم قعر مذلت میں گرتی گئی کیونکہ یہی اصول مکافات عمل ہے ؎ تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

عقیدے کی پختگی اور رسوخ ایک ناقابل تسخیر قوت ہے جس کی موجودگی سے جذبۂ جہاد جنم لیتا ہے تعداد کی قلت سامان حرب وضرب کی کمی مومنین صادقین کے پاؤں کی زنجیر نہیں بنتا بلکہ "کنجشک فرومایہ کو شاہیں سے لڑادو" وہ نتائج سے بے نیاز ہوکر سرچہ باداباد کے انداز میں ہر فرعون سے ٹکرا جاتے ہیں۔ ان کے مقابل کفر اپنے جم غفیر اور کثرت سامان کے باوجود لرزہ براندام ہوکر منہ کی کھاتا ہے کیونکہ نصرت ایزدی ان کے ہمرکاب ہوتی ہے۔ ان کا رعب وجلال کفر کو دم دبا کر بھاگ جانے پر مجبور کر دیتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا کفر وشرک کی شامت اور عقائد کی پراگندگی ان کی شکست فاش کا سبب بنتی ہے اس کا عمدہ ثبوت معرکہ بدر ہے ؎

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو

اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

لیکن ہم نے اپنے عقائد کے تنزل اور کمزوری کے باعث اپنے اسلاف کے شاندار کارناموں کو بٹہ لگا دیا۔ اگر عرب قومیت پر ناز کرنے والے عرب اسرائیل سے کاٹ کھائے تو سقوط مشرقی پاکستان کا المیہ اور اس کے نتیجے میں ۹۰ ہزار اسلامی سپاہ کا کفار کے سامنے

رسوائی انداز میں ہتھیار ڈالنا ہمارے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے جس کی مثال تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس عبرتناک شکست سے پوری امت مسلمہ عموماً اور ملت پاکستانیہ نے خصوصاً کوئی سبق نہیں سیکھا اور آج بھی پوری ڈھٹائی سے پاکستان کے اکثر سیاستدان اپنے اقتدار کی اندھی ہوس کی تسکین کے لیے مختلف ایجنسیوں کو ہوا دیتے ہوئے ذرا بھر شرم محسوس نہیں کرتے بلکہ لادینی نظریات کا پرچار ڈنکے کی چوٹ کرتے ہیں۔ انکی یہ ناعاقبت اندیشانہ روش خدا کے قہر و غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ خدشہ ہے کہ اگر راسخ العقیدہ مسلمان مل کر ان کا قلع قمع کرنے کے لیے میدان عمل میں جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر نہ نکلے اور انہیں امت مسلمہ کی کشتی میں سوراخ کر کے ڈبونے کی کھلی چھٹی دے دی تو بقول کسے خود تو ڈوبے ہیں صنم اوروں کو بھی لے ڈوبیں گے۔ اس مملکت خداداد کی آزادی اور سالمیت کا کباڑہ نہ کر دیں بقول کسے

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے　کرتی نہیں مگر ملت کے گناہوں کو معاف

امت مسلمہ اپنی عظمت رفتہ کو اپنی نالائقی کے باعث کھو چکی ہے اور اسے اس بات پر قطعاً ندامت اور پشیمانی کا احساس نہیں ہے

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ان کوتاہیوں اور فروگذاشتوں کا گہرا احساس اور پھر اس احساس ندامت کے نتیجے میں پوری امت مسلمہ عموماً اور اسلامیان پاکستان خصوصاً گزشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط کے مصداق صدق دل اللہ کے حضور توبہ کریں اور عقیدہ توحید کو اپنے دل میں راسخ کرلیں تبھی اللہ کا یہ وعدہ انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین پورا ہوگا۔ اگر قوم یونس ؑ پر آیا ہوا　عذاب سچی توبہ سے ٹل سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اللہ ہم پر اپنی عنایات کی بارش نہ برسائے بشرطیکہ ہم اس کی چوکھٹ پر سچے دل سے سجدہ ریز ہو جائیں بقول کسے:

حقیر سمجھ کر جنہیں بجھا دیا تم نے
وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی